قتل گاہ

کسی بھی ملک کی ترجیحات اوران پرعمل' کھل کردنیا کے سامنے اس کی حیثیت کوثابت کرتا ہے۔الفاظ' ترانے' جنگی نغمے' جعلی نعرے' بے سود تقاریر اوراشتہارات سے کچھ بھی معلوم نہیں پڑتا۔ بلکہ اگرحکومتی قول اور فعل میں تضاد ہو' تو وہ ملک' دنیا کے لئے تماشا اوراپنے شہریوں کے لئے عذاب بن جاتا ہے۔کسی بھی خطہ کی بدقسمتی ہے کہ اس کے حکمران جھوٹ بلکہ سفید جھوٹ کوشعار بنا کرلوگوں کووقتی طور پر بے وقوف بنانے کی مسلسل کوشش کرتے رہیں۔تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ لوگوں کو ہمیشہ کے لئے بیوقوف بنانا ناممکن ہے۔دنیا کے ترقی پذیر مما لک کے حالات کواگرناقدانہ انداز سے ملاحظہ فرمائیں تو آپ کوحکومتی بدعملی یاقول وفعل کا تضاد بربادی کی اصل وجہ معلوم پڑے گا۔مثال کے طور پرنائجیر یا کے قدرتی ذخائراور ملک کی زبوں حالی کو پرکھیے۔نائجیر یا کے پاس تین بلین بیرل خام تیل موجود ہے۔گیس کے ذخائرایک سوساٹھ ٹریلین کیوبک میٹر ہیں۔اس کے علاوہ 'لوہا' کوئلہ' زنک اوردیگرقدرتی دھاتیں وافرترین تعداد میں موجود ہیں۔اگرہم اس افریقی ملک کی قدرتی دولت کا تخمینہ لگائیں تو وہ سات سو بلین ڈالربنتی ہے۔زیرزمین معدنیات کی بابت گزارش کررہاہوں۔اس خطیرخزانے کے علاوہ زمین پرموجود' زراعت اوردیگرصنعتیں اپنی جگہ موجود ہیں۔مگرجب اس امیرملک کے عوام کودیکھتے ہیں تو آپ کوغربت' افلاس' شدت پسندی اور جاہلیت کی وہ قیامت نظرآتی ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔جہاں بین الاقوامی کمپنیوں نے نائجیر یا کے وسائل کولوٹا اور وہاں کے سیاست دانوں اور بیوروکریسی کوکرپشن کے منظّم راستے دکھائے۔وہاں مقامی لوگوں نے بھی لوٹ مار کا وہ بازارگرم کیا کہ انفرادی سطح پرلوگ امیرتر ہوگئے' مگرقوم غربت کے اندھیروں میں گم ہوگئی۔ایک فیصد سے بھی کم لوگوں کے پاس تمام ملکی دولت مرکوز ہوگئی۔فرانس کے ایک تھنک ٹینک 1FRI نے' کینیا کی کرپشن پرتحقیق کرکے ایک تحقیقاتی رپورٹ شائع کی ہے۔یہ رپورٹ' انٹرنیٹ پرموجود ہے۔وہی انٹرنیٹ جوآج حکومت پاکستان کے لئے مشکلات پیدا کرچکا ہے۔یہ بات تو درست ہے کہ سوشل میڈیا کا بیانیہ اسی فیصد غلط ہے۔مگرکم ازکم سوشل میڈیا بیس فیصد تو سچ بول رہا ہے۔اور یہی بیس فیصد ہمارے حکمرانوں اوران کے حواریوں کے لئے شدید ناپسندیدہ ہے۔اس تحقیقاتی رپورٹ میں ایک باب کاعنوان ہے۔

''From extraction to Extortion, Protection Rackets and Fraudulent Contracts''

اس باب میں بھرپورطریقے سے بتایا گیا ہے کہ ملکی خام تیل کوکس طرح حکمران طبقے نے لوٹا ہے اوراپنے ملک کو برباد کیا ہے۔تھوڑی دیر رکیے۔اور اس باب کے عنوان پرغورفرمایئے۔''فراڈ پرمبنی معاہدے'' جناب یہ ہے وہ طریقے جن سے کینیا کوحددرجہ قانونی طریقے سے لوٹا گیا۔تیل کے معاہدوں کا ذکرہورہا ہے۔کیا آپ کو یہ دیکھ کراپنے ملک میں بدترین دھوکہ دہی اورفراڈ پرمبنی I.P.P یادنہیں آتے؟ بالکل آتے ہیں۔نائجیر یا قدرتی ذخائر سے مالا مال ملک اگرغلیظ بین الاقوامی اورملکی معاہدوں کی بدولت غربت کے جوہڑ میں گرسکتا ہے۔تو کیا یہ سب کچھ پاکستان میں نہیں ہوا یانہیں ہورہا۔کینیا میں بھی معاہدے پردے کے پیچھے کئے جاتے ہیں اور انہیں صیغہ راز میں رکھنے کی نامعقول مگر بھرپورکوشش کی جاتی ہے۔ہمارے ہاں بھی بالکل یہی حکومتی چلن ہے۔اندازہ فرمایئے کہ سب سے زیادہ عوام دشمن معاہدے پی ایم ایل ن کے دور میں دستخط کیے گئے ہیں۔ہرباخبرشخص کومعلوم ہے کہ اس میں اوپر سے لےکرنیچے تک کون کون ملوث ہیں۔مگرآج جب قوم کا خون چوسنے والوں کے نام دریافت کیے جاتے ہیں تو وہ بھی'' قومی راز'' بنادیا جاتا ہے۔سینٹ کی حیثیت دیکھئے کہ اس کی سٹینڈنگ کمیٹی نے I.P.P کے معاہدوں کومنگوا کردیکھنے کی جسارت کی' تو اسے دھول چٹادی گئی۔یہ ہے ہماری اصل اوقات۔یعنی وہ مسئلہ جس سے ملک کی صنعت تباہ ہوگئی' جس کی بدولت لوگ زندہ ہوتے ہوئے بھی دوزخ میں جل رہے ہیں۔سرکاری سطح پرکوئی ان معاہدوں کی گردکوبھی نہیں چھوسکتا۔معاملہ صرف یہاں تک محدود نہیں ہے۔چنددن پہلے' پنجاب کی صوبائی حکومت نے پینتالیس ارب روپے کے ایک پیکج کا اعلان کیا۔کہ دوماہ کے لئے' صارفین کے بجلی کے یونٹ کے نرخ کم کیے جاتے ہیں۔بل کی اصل ادائیگی جو چودہ روپے کی کمی کی صورت میں دکھائی گئی ہے' اسے لوگوں کے لئے ایک تحفہ بنا دیا گیا۔سرکاری سطح کے اشتہارات میں ایک سیاسی کامیابی تراشنے کی بھرپورکوشش کی گئی۔مگرکیا یہ سوال کرنا درست نہیں ہے کہ' آپ پینتالیس ارب روپیہ کس کی جیب میں ڈال رہے ہیں۔آپ نے بجلی کے یونٹ کی اصل قیمت کوتو ایک روپیہ بھی کم نہیں کیا۔تو کھیل کیا ہے؟ لوگوں کوتو محدود مدت کے لئے ایک یونٹ میں چندروپے کا تحفظ ضرور حاصل ہوا۔لیکن ایک یونٹ کی قیمت تو بدستور رہنے کی بدولت یہ تمام روپیہ' حددرجہ مہارت کے ساتھ' I.P.P کے مالکان کی جیبوں میں ڈال دیا گیا۔قوم کواتنا چونا لگایا گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔آئی پی پی کے اندرجعلسازی بھی حددرجہ کی گئی ہے۔ذاتی علم میں ہے کہ کون سا افسر' کس کا فرنٹ مین تھا۔کس نے امریکہ میں گھراورکاروبار' بطوررشوت وصول کیے۔کس طرح منی لانڈرنگ کی گئی۔جوآج بھی جاری وساری ہے۔آپ کوکسی طرح بھی محسوس ہورہا ہے کہ موجودہ حکومت' کسی سطح پربھی عوام کی فلاح میں کسی قسم کی دلچسپی رکھتی ہے؟ کم ازکم مجھے تو یہ ہرگز ہرگز یہ خوش فہمی نہیں رہی۔اگر وزیراعظم' صدر یا وزراء اعلیٰ کوقوم کے خزانے کی تنگی کا احساس ہوتو کیا وہ اربوں روپے کے اضافی بجٹ' اپنے لئے مانگیں گے؟ کیا واقعی قیمتی نئی گاڑیوں کی سرکار کوضرورت ہے؟ کیا حالات اجازت دیتے ہیں کہ ہماراحکمران طبقہ اپنی شاہ خرچیاں جاری رکھے؟ کیا واقعی ہمیں قصرصدارت' پرشکوہ وزیراعظم ہاؤس' قلعہ نما وزیراعلیٰ ہاؤس اوردیگرحواریوں کے محلات کی ضرورت ہے؟ مگرایک لکھاری کی باتوں پرکون عمل پیرا ہوگا۔یہ تو نقار خانے میں طوطی کی آوازبھی نہیں ہے۔اس کے برعکس' ان حواریوں کی بات معتبر ہے جوجعلی حکمرانوں کے دسترخوان کے خوشہ چیں ہیں۔جنہیں کسی حکمران میں کوئی عیب یاخرابی نظرنہیں آتی۔سیاست پرحددرجہ کم لکھتا ہوں۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میراپوراخاندان' عرصہ دراز سے سیاست کی غلام گردشوں میں گم ہے۔آج کل سوشل میڈیا پرطوفان مچا ہوا ہے کہ نوازشریف واپس لندن جارہے ہیں۔سابقہ وزیراعظم کی واپسی کوایک سیاسی پارٹی اپنی جیت بتارہی ہے۔مگرکیا ن لیگ کے سربراہ نے محدود مدت میں اپنے سارے ذاتی مقاصد حاصل نہیں کرلیے؟ کیا تمام انکوائریاں اور کرپشن کے کیس ختم نہیں ہوگئے؟ کیا انہوں نے احتساب کے ادارے سے تمام فائدے بھرپورطریقے سے نہیں اٹھالیے؟ کیا وزارت اعظمی سے لےکروزارت اعلیٰ تک ان کے ذاتی خاندان تک محدود نہیں ہے؟ صاحبان! نوازشریف نے پاکستان آکرسیاسی ماسٹرسٹروک کھیلی ہے۔اب انہیں پاکستان سے کیا مزید دلچسپی ہوسکتی ہے۔کھیل ختم' پیسہ ہضم کے مصداق اب پاکستان رہنے کی ضرورت کیا رہ گئی ہے۔جس ذاتی ایجنڈے پرانہوں نے کامیابی حاصل کرنی تھی' وہ مہربانوں کی شفقت کی بدولت مکمل ہوچکی ہے۔یہاں ببانگ دہل عرض کرونگا کہ تحریک انصاف نے بھی اپنے دور حکومت میں وہ تمام کام کئے جوانہیں نہیں کرنے چاہیے تھے۔سیاسی مخالفین کودیوار میں چنوا دیا۔بطوروزیراعظم خان صاحب' صرف نعرے لگاتے رہے اوران کے نزدیک ترین لوگ' مال بنانے میں تندہی دکھاتے رہے۔خیرآج بھی یہی کچھ ہورہا ہے۔گنڈاپور کی شہرت حددرجہ خراب ہے۔مگر اس معاملے کوایک اورپہلو سے بھی دیکھئے۔لوگوں میں غم وغصہ اورنفرت بڑھتی جارہی ہے۔بلوچستان اور کے پی میں حالیہ مکروہ واقعات' کیا ہمارے ریاستی اداروں کے لئے سوالیہ نشان نہیں ہیں؟ بالکل ہیں۔منفی پروپیگنڈا کوچھوڑ دیجیئے۔دوصوبے باقاعدہ مقامی لوگوں سے بنے ہوئے لشکروں کی بدولت فنا ہوچکے ہیں۔دل دکھتا ہے۔اگرجعلی سیاست دان' فراڈ پرمبنی معاہدے' کرکے کینیا جیسے امیر ملک کوکچا نگل سکتے ہیں تو ہماری کیا حیثیت ہے۔ہم تو کسی کھاتے میں نہیں ہیں۔لگتا ہے ہم بھی اپنے انجام کی مقتل گاہ میں پہنچ چکے ہیں!